بال جبریل کی ابتدائی دس غزلیں

قنبر علی خاں: شعبۂ اردو:::اورینٹل کالج

بی-اے پارٹ ٹو آنرس کے پیپر IV میں علامہ اقبآل کی کتاب 'بال جبریل' کی ابتدائی دس غزلیں نصاب میں ہیں۔اتنی سی بات آپ کے علم میں بھی ہے۔کلاس روم میں اکثر جو طلبہ وطالبات حاضر رہے ان میں سے ایک دو کے پاس ہی کتاب ہوا کرتی۔بعض کو تو یاد بھی نہیں ہے کہ علامہ اقبال کی کتاب بال جبریل کی دس ابتدائی غزلیں پڑھنی ہے۔یہ نصاب کی آسانی' بی اے کے معیار کے اعتبار سے متعین کی گی ہے۔B.A PART III والوں کو بھی مثنوی کے ضمن میں اور غزل کی روایت میں علامہ اقبآل کا مطالعہ ضروری ہے۔علامہ اقبال نے جو نظمیں لکھیں اس کو بھی دو تین دور میں تقسیم کیا جاتا ہے۔جوانہوں نے غزلیں کہیں وہ بھی دو تین ادوار میں منقسم ہوتی ہیں۔رباعیات اقبآل بھی قابل توجہ ہیں۔اردو کے کلام میں بھی مثنوی کی ہیئت کو استعمال کیا گیا ہے۔اور پھر فارسی کلام کا الگ دفتر ہے۔جس کی ابھی ہمیں فی الحال کوئی ضرورت نہیں۔STUDY MATERIAL کی فراہمی کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے پاس وہ کچھ ہو جس پر آپ کو دست رس قایم کرنا اور یاد رکھنا ہے۔

جستہ جستہ مضامین کی شکل میں AUDIO / VIDEO / PDF etc صورت میں کالج کے طلبہ وطالبات کو - Study Matarial بہم پہنچایا جارہا ہے۔جو کچھ آپ تک پہنچے اسے سنبھال کر رکھیئے پڑھیئے۔اس پر غور کیجیئے۔اسے حافظے میں محفوظ کیجیئے۔

علامہ اقبآل کے یہاں اوروں کے مقابلے میں آپ کو تشبیہ' استعارہ' تلمیح' رعایت' پیکر' قافیہ' ردیف اور تخیل کی کارفرمائی مختلف نظر آئے گی۔ان کے یہاں ہماری زبان کے رائج تشبیہ' استعارے وغیرہ کو نئی شکل نیا روپ اور نئے معنی پہنائے گئے جس کی بڑی اہمیت ہے۔علامہ اقبآل کے بعد فیض کے یہاں یہ کام مرکزی حیثیت رکھتا ہے' خیر یہ الگ موضوع ہے۔

یوں تو اردو شاعری میں غزلوں اور نظموں اور قصیدہ' مرثیہ' مثنوی وغیرہ کے اعتبار سے الگ الگ شعرا کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی اور باندھی جاسکتی ہے۔مگر جب غور سے مطالعہ کیجیئے گا تو آپ خود بھی محسوس کر سکتے ہیں کہ ساری دستار فضیلت نہیں تو کم ازکم ساری دستار پر لگی کلغی ان کے دستار پر نصب کی جاسکتی ہے۔

علامہ اقبآل ایک البیلا شاعر ہے۔جس کا کوئی مد مقابل نہیں۔لیکن جس کو علامہ' حضرت' مفکر اسلام' رہنمائے قوم' دانائے راز وغیرہ بنا کر رکھ دیا گیا۔دوسری طرف علامہ اقبآل پر یہ بھی رائے قایم کی جاتی ہے کہ ان کی شاعری پر دوسرے دانشوروں' شعرا اور اہل علم حضرات کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔آج جب کہ تنقید کی تھیوری یہ کہتی ہے کہ ہر متن میں بین المتونیت کی کارکردگی ہے' جب کہ یہ ہمیشہ سے رہا ہے افلاطون سے ارسطو پھر آج تک یہی تھیوری کارگر رہی ہے تو علامہ اقبآل کے یہاں اس پیمانے سے ان کا احتساب مناسب نہیں ہے' صاف لفظوں میں کہیں کہ ایسا کہنا ہماری لاعلمی ہوگی۔

یہ دس غزلیں آپ کو پڑھنی ہے' یاد کرنی ہے' اس پر کوئی سوال آپ کے ذہن میں ہو تو آپ سوال کر سکتے ہیں۔

(۱)

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں
گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں
گاہ میری نگاہ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں
تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو ہی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا ' سینۂ کائنات میں

(۲)

اگر کج رو ہیں انجم ' آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو' جہاں تیرا ہے یا میرا
اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یارب لا مکاں تیرا ہے یا میرا
اسے صبح ازل انکار کی جرآت ہوئی کیوں کر
مجھے معلوم کیا؟ وہ رازداں تیرا ہے یا میرا
محمدﷺ بھی ترا جبریل بھی قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا

تو ہے محیط بے کراں ' میں ہوں ذرا سی آب جو
یا مجھے ہم کنار کا ' یا مجھے بے کنار کر
میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہر شاہوار کر
نغمۂ نو بہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر
باغِ اسی کوکب کی تا بانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا

(۳)

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
ہوش و خرد شکار کر قلب و نظر شکار کر
عشق بھی ہو حجاب میں حسن بھی و حجاب میں
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر
بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِجہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر
روز حساب جب مرا پیش و دفترِ عمل
آپ بھی شرم سار ہو مجھ کو بھی شرم سار کر

(۴)

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

یہ مشتِ خاک ' یہ صرصر ' یہ وسعت افلاک
کرم ہے یا کہ ستم تیری لذت ایجاد
ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل
یہی ہے فصل بہاری یہی ہے بادِمراد
قصوروار غریب الدیار ہوں لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد
مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشت سادہ وہ تیرا جہانِ بے بنیاد
خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد
مقامِ شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں
انھیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد

(۵)

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا
کیا عشق پائیدار سے نا پائیدار کا
وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اس میں مزا نہیں ہے تپش و انتظار کا
میری بساط کیا ہے ؟ تب و تاب یک نفس
شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب وہ درد جس کی کسک لا زوال ہو

(٦)

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے
نہ کر دیں مجھ کو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دروں پھر گرمیٔ محفل نہ بن جائے
کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آئی ہے راہی کو
کھٹک سی ہے جو سینے میں غمِ منزل نہ بن جائے
بنایا عشق نے دریائے نا پیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نگہداری مرا ساحل نہ بن جائے
کہیں اس عالمِ بے رنگ و بو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دنبالۂ محمل نہ بن جائے
عروجِ آدم ِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

(٧)

دگر گوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی
دلِ ہر ذرہ میں غوغائے رستا خیز ہے ساقی

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافرادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی
وہی دیرینہ بیماری ! وہی نا محکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی
حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی
نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب گلِ ایراں وہی تبریز ہے ساقی
نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی
فقیر راہ کو بخشے گئے اسرارِ سلطانی
بہا میری نوا کی دولتِ پرویز ہے ساقی

(۸)

لا پھراک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھا آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی
تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
میری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام اے ساقی
شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی
عشق کی تیغ جگر دار اُڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن ، تو سخن مرگ دوام اے ساقی
تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

(۹)

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الاّ ھو
نہ مئے نہ شعر ، نہ ساقی نہ شور چنگ و رباب
سکوت کوہ و لبِ جوئے و لالۂ خود رو
گدائے میکدہ کی شان بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو
مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو
میں نو نیاز ہوں مجھ سے حجاب ہے اولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو
اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اس کا
صفائے پاکیٔ طینت سے ہے گہر کا وضو
جمیل تر ہیں گل و لالہ فیض سے اس کے
نگاہ شاعرِ رنگیں نوا میں ہے جادو

(۱۰)

متاع بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آرزو بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو
مری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی
گزراوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لئے ذلت ہے کار آشیاں بندی
یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کا آداب فرزندی
زیارت گاہِ اہل عزم و ہمت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتا یا رازِ الو بندی
میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بہ خود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

طلبہ وطالبات آپ علامہ اقبالؔ کی یہ دس غزلیں یاد کر جایئے۔آپ کے کام آئی گی۔امتحان تو وقت پر آگے پیچھے ہوگا ہی۔مگر یہ اشعار آپ کو زندگی میں آپ کے یقین، ارادے، آپ کی فکر، آپ کے فہم آپ کے بالغ النظری وغیرہ کے لئے معاون ہوگا۔زبان و ادب کا تعلق زندگی سے ہے، زندگی گزارنے کے لئے بہت سے کلیے بنائے گئے۔ہر کوئی اپنے اصولوں کی وکالت کرتا رہا اب اس کے ماننے والے اس کی ڈفلی بجاتے ہیں مگر آپ غور سے دنیا کو سمجھنے والوں کے روبرو ہوں تو پتا چلے کہ سچائی کیا ہے۔
آپ سے امید ہے کو علامہ اقبالؔ کو پڑھتے ہوئے آپ ان کے فنی اور فکری وسعت و بلندی پر نگاہ رکھیں گے۔

QUNBER ALI KHAN ,Dept of URDU :: ORIENTAL COLLEGE